ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

صحیح بخاری

امیر المؤمنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

قال قال رسول اللہ ﷺ انما الاعمال بالنیات

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد سوم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوڑی تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴ اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چار مینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مئوناتھ بھنجن، یوپی

اذالم تکن معه اعانة لم یکن کفئا ولا یولی غیرالکف ولان فیه تهمه للطالب والحریص (نووی) یعنی طلب گار کو امارت نہ دی جائے' اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ امارت پر مقرر کیا جائے گا مگر اس کو اعانت حاصل نہ ہو گی جیسا کہ حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ میں صراحت ہے۔ اور جب اس کو اعانت نہ ملے گی تو اس کا مطلب یہ کہ وہ اس کا اہل ثابت نہ ہو گا۔ اور ایسے آدمی کو امیر نہ بنایا جائے اور اس میں طلب گار کے لئے خود تہمت بھی ہے اور اظہار حرص بھی۔ علماء نے اس کی صراحت کی ہے۔

حدیث ہذا کے آخر میں خزانچی کا ذکر آیا ہے۔ جس سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ خزانچی بھی ایک قسم کا نوکر ہی ہے۔ وہ امانت داری سے کام کرے گا تو اس کو بھی اجر و ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا کہ مالک کو ملے گا۔ خزانچی کا امین ہونا بہت ہی اہم ہے ورنہ بہت سے نقصانات کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیل کسی دوسرے مقام پر آئے گی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وقدروی ابن جریر من طریق شعیب الجبئی انه قال اسم المراة التی تزوجها موسٰی صفوره و اسم اختها لیا و کذا روی من طریق ابن اسحاق الا انه قال اسم اختها شرقا و قیل لیا و قال غیره ان اسمهما صفورا و عبرا و انهما کانتا توأما و روی من طریق علی ابن ابی طلحة عن ابن عباس فی قوله ان خیر من استاجرت القوی الامین قال قوی فیما ولی امین فیما استودع وروی من طریق ابن عباس و مجاهد فی آخرین ان اباها سالها عمارات من قوته و امانته فذکرت قوته فی حال السقی و امانته فی غض طرفه عنهما و قوله لها امشی خلفی و دلینی علی الطریق و هذا اخرجه البیهقی باسناد صحیح عن عمر بن الخطاب و زادفیه فزوجه اقام موسٰی و معه یکفیه اویعمل له فی رعایة غنمه (فتح الباری)

دختر حضرت شعیب علیہ السلام کی تفصیلات کے ذیل حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی تھی اس کا نام صفورہ تھا اور اس کی دوسری بہن کا نام "لیا" تھا۔ بعض نے دوسری بہن کا نام شرقا بتلایا ہے اور بعض نے "لیا" اور بعض نے کوئی اور نام بتایا ہے۔ اور بعض کی تحقیق یہ کہ پہلی کا نام صفورہ اور دوسری بہن کا نام عبرا تھا۔ اور یہ دونوں جوڑ کے ساتھ بیک وقت پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت شریفہ ﴿ ان خیر من استاجرت ﴾ کی تفسیر میں یوں فرمایا ہے کہ قوی (طاقتور) ان امور کے لئے جن کا ان کو ذمہ دار والی بنایا جائے۔ اور امین (امانت دار) ان چیزوں کے لیے جو اس کو سونپی جائیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کے والد نے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ تم نے اس کی قوت اور امانت کے متعلق کیا دیکھا۔ تو انہوں نے بکریوں کو پانی پلانے کے سلسلہ میں ان کی قوت کا بیان کیا۔ اور امانت کا ان کی آنکھوں کے نیچا کرنے کے سلسلہ میں جب کہ وہ آگے چل رہی تھیں اور قدم کا بعض حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نظر آ گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ سے مجھ کو مطلع کرتی چلو۔ پس حضرت شعیب علیہ السلام نے اس لڑکی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ اپنی خدمات کیلئے نیز بکریاں چرانے کیلئے ٹھہرا لیا۔ جیسا کہ آٹھ سال کے لئے طے کیا گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دو سال اور اپنی طرف سے بڑھا دیئے۔ اس طرح پورے دس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شعیب علیہ السلام کی خدمت میں مقیم رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

حدیث عتبہ بن منذر میں مروی ہے۔ قال کنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان موسٰی اجر نفسه ثمان سنین اوعشرا علی عفة فرجه و طعام بطنه اخرجه ابن ماجة وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال یا دس سال کے لئے اپنے نفس کو حضرت شعیب علیہ السلام کی ملازمت کے سپرد کر دیا۔ تاکہ آپ شکم پری کے ساتھ ازدواجی زندگی میں عفت کی زندگی گذار سکیں۔

المجموع شرح المهذب للاستاذ المحقق محمد نجیب المطیعی میں کتاب الاجارہ کے ذیل میں لکھا ہے۔ یجوز عقد الاجارة علی المنافع المباحة والدلیل علیه قوله تعالٰی فان ارضعن لکم فاتوهن اجور هن (الجزء الرابع عشر' ص : ۲۵۵) یعنی منافع مباح کے اوپر مزدوری کرنا جائز ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے اگر وہ مطلقہ عورتیں تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کی مزدوری ادا کر دو۔

معلوم ہوا کہ مزدوری کرنے کرانے کا ثبوت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ہے اور یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ اسے شرافت کے خلاف سمجھا جائے جیسا کہ بعض غلط قسم کے لوگوں کا تصور ہوتا ہے اور آج تو مزدوروں کی دنیا ہے' ہر طرف مزدوروں کی تنظیم ہیں۔ مزدور آج کے دور میں دنیا پر حکومت کر رہے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

٢- بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ

باب چند قیراط کی مزدوری پر بکریاں چرانا

٢٢٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا بعثَ اللهُ نَبِيًّا إِلاَّ رَعَى الْغَنَمَ)). فَقَالَ أَصْحَابُهُ : وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لأَهْلِ مَكَّةَ)).

(۲۲۶۲) ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ان کے دادا سعید بن عمرو نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ اس پر آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا' کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔

تشریح امیرالمحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد باب یہ ہے کہ مزدوری کے طور پر بکریاں چرانا بھی ایک حلال پیشہ ہے۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ بکریوں پر گائے بھینس' بھیڑوں اور اونٹوں کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان کو مزدوری پر چرانا چگانا جائز اور درست ہے۔ ہر پیغمبر نے بکریاں چرائی ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ بکریوں پر رحم اور شفقت کرنے کی ان کو ابتدائے عمر ہی سے عادت ہو اور رفتہ رفتہ بنی نوع انسان کی قیادت کرنے سے بھی وہ متعارف ہو جائیں۔ اور جب اللہ ان کو یہ منصب جلیلہ بخشے تو رحمت اور شفقت سے وہ ابن آدم کو راہ راست پر لا سکیں۔ اس اصول کے تحت جملہ انبیاء کرام کی زندگیوں میں آپ کو رحمت اور شفقت کی جھلک نظر آئے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی ہدایت کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی تاکید کی جا رہی ہے ﴿ فَقُوْلاَ لَهٗ قَوْلاً لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴾ (طٰہٰ : ۴۴) یعنی دونوں بھائی فرعون کے ہاں جا کر اس کو نہایت ہی نرمی سے سمجھانا۔ شاید وہ نصیحت پکڑ سکے یا وہ اللہ سے ڈر سکے۔ اسی نرمی کا نتیجہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں پر فتح عظیم حاصل فرمائی۔ ہمارے رسول کریم ﷺ نے بھی اپنے بچپن میں مکہ والوں کی بکریاں اجرت پر چرائی ہیں۔ اس لئے بکری چرانا ایک طرح سے ہمارے رسول کریم ﷺ کی سنت بھی ہے۔ آپ اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط اجرت پر چرایا کرتے تھے۔ قیراط آدھے دانق کو کہتے ہیں جس کا وزن ۵ جو کے برابر ہوتا ہے۔

الحمدللہ! آج مکہ شریف کے اطراف میں وادی منیٰ میں بیٹھ کر یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ اور اطراف کی پہاڑیوں پر نظر ڈال رہا ہوں اور یاد کر رہا ہوں کہ ایک زمانہ میں بھی تھا جس میں رسول کریم رحمۃ للعالمین ﷺ ان پہاڑیوں میں مکہ والوں کی بکریوں چرایا کرتے تھے۔ کاش! میں اتنی طاقت رکھتا کہ ان پہاڑیوں کے چپہ چپہ پر پیدل چل کر آنحضرت ﷺ کے نقوش اقدام کی یاد تازہ کر سکتا۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

بعض لوگوں نے کہا کہ اطراف مکہ میں قراریط نام سے ایک موضع تھا۔ جہاں آنحضرت ﷺ مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حافظ فرماتے ہیں لکن رجح الاول لان اھل مکة لا یعرفون بھا مکانا یقال له قراریط یعنی قول اول کہ قراریط سے درہم اور دینار کے بعض اجزاء مراد ہیں اسی کو ترجیح حاصل ہے اس لئے کہ مکہ والے کسی ایسے مکان سے ناواقف تھے جسے قراریط کے نام سے پکارا جاتا ہو۔

وقال العلماء الحکمة فی الهام الانبیاء من رعی الغنم قبل النبوة ان یحصل لهم التمرن برعیها علی مایکلفونه من القیام بامر امتهم یعنی علماء نے کہا ہے کہ انبیاء کو بکری چرانے کے الہام کے بارے میں حکمت یہ ہے کہ ان کو نبوت سے پہلے ہی ان کو چرا کر امت کی قیادت کے لئے مشق ہو جائے۔

بکری خود ایک ایسا بابرکت جانور ہے کہ اللہ پاک کا فضل ہو تو بکری پالنے میں چند ہی دنوں میں وارے کے نیارے ہو جائیں۔ اسی لئے فتنوں کے زمانوں میں ایک ایسے شخص کی تعریف کی گئی ہے جو سب فتنوں سے دور رہ کر جنگلوں میں بکریاں پالے۔ اور ان سے گذران کر کے جنگلوں ہی میں اللہ کی عبادت کرے۔ ایسے وقت میں یہ بہترین قسم کا مسلمان ہے۔ اس وقت مسجد نبوی روضة من ریاض الجنہ مدینہ منورہ میں بہ سلسلہ نظر ثانی اس مقام پر پہنچا ہوا حرمین شریفین کے ماحول پر نظر ڈال کر حدیث ہذا پر غور کر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم ملک میں بکریوں کے مزاج کے موافق کتنے مواقع پیدا کر رکھے ہیں۔ مکہ شریف میں ایک مخلص دوست کے ہاں ایک بکری دیکھی جو ۲ کلو وزن سے زیادہ دودھ دیتی تھی۔ ﴿ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا رعی الغنم ﴾ آج ۲ صفر ۱۳۹۰ھ مقام مبارک مذکورہ میں یہ چند الفاظ لکھے گئے۔

۳- بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ، أَوْ إِذَا لَمْ يُوجَدْ أَهْلُ الإِسْلاَمِ وَعَامَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَهُودَ خَيْبَرَ

باب جب کوئی مسلمان مزدور نہ ملے تو ضرورت کے وقت مشرکوں سے مزدوری کرانا جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے کام لیا تھا (ان سے بٹائی پر معاملہ کیا تھا)

تشریح اس باب کے مضمون سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو نوکر رکھنا' اس سے مزدوری لینا منع ہے۔ کافر حربی ہو یا ذمی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو کاشتکاری کے کام پر اس وجہ سے قائم رکھا کہ اس وقت مسلمان کاشتکار ایسے موجود نہ تھے' جو خیبر کو آباد رکھتے۔ اگر آپ یہودیوں کو فوراً نکال دیتے تو خیبر اجاڑ ہو جاتا۔ اور خود مسلمانوں کی آمدن میں بڑا نقصان ہوتا۔ مگر افسوس کہ خیبر کے یہودیوں نے جو بظاہر وفاداری کا دم بھر کر اسلامی زمین پر کاشت کر رہے تھے اپنی اندرونی سازشوں اور مسلمانوں کے خلاف خفیہ کوششوں سے خلافت اسلامی کو پریشان کر رکھا تھا۔ چنانچہ ان حالات سے مجبور ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان یہودیوں کی اندرونی سازشوں کو ختم کرنے اور ان کی ناپاک کوششوں کو خاک میں ملانے کے لئے ان کو خیبر سے جلا وطن کر دیا اور وہاں مسلمانوں کو آباد کر دیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر غیر مسلم مفسد سازشی نہ ہوں تو مسلمان ان سے حسب ضرورت اپنی نوکری کرا سکتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان کے لئے اگر غیر مسلم کے ہاں اپنے مذہب کی ذلت اور خواری کا احتمال ہو تو مناسب نہیں کہ وہ ایسی جگہ نوکری کرے۔

قال ابن بطال عامة الفقهاء یجیزون استجارهم عندالضرورة الخ (فتح الباری) یعنی عام فقہاء نے غیر مسلموں سے مزدوری کرانے کو بوقت ضروری جائز قرار دیا ہے۔

صاحب المہذب لکھتے ہیں۔ واختلفوا فی الکافر اذا استاجر مسلما اجارة معینة فمنهم من قال فیه قولان لانه عقد یتضمن حبس المسلم فصار کبیع العبدالمسلم منه و منهم من قال یصح قولا واحدا لان علیا کرم اللہ وجهه کان یستسقی الماء لامراة یهودیة. (المہذب جزء رابع عشر' ص: ۲۵۹)

الشرح خبر علی رواه احمد و جود الحافظ ابن حجر اسناده و لفظه جعت مرة جوعاشدیدا فخرجت لطلب العمل فی عوالی المدینة